شمارہ نمبر
611

عالم اسلام کے عظیم انقلابی
پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مثالی مجلہ

ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ)
چہلیک کچہری روڈ، ملتان۔ فون: 4549675

رجسٹرڈ نمبر
M-23

01

عالم اسلام کے عظیم انقلابی
پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ

ڈاکٹر محمد شریف چوہدری

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نوعِ انسانی میں عظیم ترین انسان ہیں اور سب انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ آپؐ رحمت اللعالمین اور خاتم النّبیین ہیں۔ آپؐ ایک آفاقی نبی اور رسول ہیں اور آپؐ کو پہلے انبیاء کے برعکس جو اپنی اپنی قوموں یا قبیلوں کی طرف آئے تھے تمام بنی نوع انسان کی طرف بھیجا گیا۔ آپؐ کو قرآن جیسا عظیم اور دائمی معجزہ دیا گیا، اسلام جیسا مکمل دین دیا گیا اور مسلمانوں جیسی بہترین امت دی گئی۔ ان تمام امتیازات و اعزازات کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو ایک اور عظیم اعزاز دیا گیا، وہ یہ ہے کہ آپؐ پیغمبر انقلاب یعنی تاریخ انسانی کے سب سے بڑے انقلابی رہنما اور انقلابی پیغمبر ہیں۔ آپؐ کے لائے ہوئے انقلاب نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ یعنی مذہب، اخلاق، انسانی حقوق، معاشرت، معیشت، سیاست، قانون و انصاف، جنگ و جدل، تعلیم وغیرہ پر نہ صرف گہرے اثرات چھوڑے بلکہ ان کو مثبت سمت میں بدل کر انسانوں کے لئے رحمت بنا دیا۔ انقلاب محمدی کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم انقلاب کی تعریف (Definition) بیان کر دیں اور تاریخ انسانی کے بڑے بڑے انقلابات کا جائزہ لے لیں

1: انقلاب سے کیا مراد ہے؟ انقلاب سے عام طور پر مراد کوئی بڑی تبدیلی لیا جاتا ہے۔ اگر سٹیٹس کو (Status Quo) یعنی موجودہ حالت یا موجودہ حالات میں کوئی بڑی تبدیلی واقع ہو جائے تو لوگ اُسے انقلاب کہنے لگتے ہیں اور عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایسی تبدیلی بہت زیادہ قتل و غارت کرنے، خون بہانے، توڑ پھوڑ وغیرہ کرنے سے آتی ہے، لیکن انقلاب سے ہماری مراد ایسی خون خرابے والی، انسانوں کو منفی سمت میں لے جانے والی اور انسانی ترقی کو الٹ دینے والی تبدیلی نہیں ہے جو پہلے سے بہتر دنیا یا حالات کو وجود میں نہ لا سکے۔ ہمارے نزدیک انقلاب سے مراد ایک ایسی بڑی تبدیلی ہے جو پُرامن ہو، تعمیری اور مثبت ہو، مؤثر ہو، ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہو اور پائیدار اور دیرپا ہو اور یہ ایسی دنیا کو وجود میں لائے جو پہلی دنیا سے بہت بہتر ہو۔

2: تاریخ عالم کے چند ہم انقلابات کا جائزہ اسلامی انقلاب یا محمدی انقلاب کے علاوہ دنیا کی تاریخ میں مذہب کے میدان میں جو چند اہم انقلاب رونما ہوئے وہ حضرت موسیٰؑ کا انقلاب، حضرت عیسیٰؑ کا انقلاب اور گوتم بدھ کا بدھ مت ہیں۔ آج بھی ان مذاہب کے لوگ دنیا میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ دنیاوی انقلاب جو تاریخ میں مشہور ہیں وہ انقلاب فرانس (1789ء) اور انقلاب روس (1917ء) ہیں۔ اب ان تمام انقلابات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انقلاب: حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونِ مصر کی ایک غلام، مظلوم اور پسی ہوئی قوم بنی اسرائیل میں تیرہ یا ساڑھے تیرہ سو سال قبل مسیح پیدا ہوئے۔ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے منصب پر سرفراز کیا اور بنی اسرائیل کو فرعونِ مصر کی غلامی سے نکال کر ارض مقدس میں لے جانے کا فریضہ سونپا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی جدوجہد کر کے 1250ء قبل مسیح بنی اسرائیل کو فرعونِ مصر کی غلامی سے نجات دلائی اور اُنہیں معجزانہ طور پر بحرِقلزم کے بیچ سے گزار کر

صحرائے سینا میں لائے اور ارض مقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی اسرائیل کی فرعونِ مصر کی غلامی سے نجات بلاشبہ انسانی تاریخ میں ایک بہت بڑا واقعہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاریخ انسانی میں قوموں کی آزادی دلانے والے بہت بڑے انقلابی رہنماؤں کی صف اول میں لا کھڑا کرتا ہے۔ تاہم آپ اپنی قوم کی نہ تو مذہبی اور اخلاقی اصلاح کر سکے اور نہ ہی انہیں ارض مقدس میں ایک آزاد اور خودمختار قوم بنا کر آباد کر پائے کیونکہ آپ کی قوم نے ہر کام میں آپ کی نافرمانی کی۔ صحرائے سینا میں داخل ہوتے ہی بنی اسرائیل نے جب ایک قوم کو ایک بہت بڑے بت کی پوجا پر ڈٹے ہوئے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کر دیا کہ ہمارے لئے بھی ایسا بڑا بت بنا دو جس کو ہم خدا بنا کر اُس کی عبادت کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب خدا کو ملنے کوہ طور پر گئے تو آپ کی غیر حاضری میں آپ کی قوم نے سامری جادوگر کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ خدا نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ارض مقدس یعنی فلسطین کی سرزمین اُس نے آپ کی قوم کے لئے لکھ دی ہے، لہٰذا آپ اپنی قوم کو لے کر اسے فتح کر لیں تو آپ کی نافرمان قوم نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طنزاً کہا کہ ہم فلسطین پر حملہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں پر ایک طاقتور قوم رہتی ہے، پس آپ اور آپ کا خدا جاؤ اور فلسطین کو ہمارے لئے فتح کر دو۔ بنی اسرائیل کی اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں چالیس سال تک صحرائے سینا میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی آزادی کو کوئی مثبت اور پائیدار سمت دیئے بغیر وفات پا گئے۔ بعد میں یہود نے آپ کی لائی ہوئی کتاب توراۃ میں بھی دانستہ طور پر بہت سی تبدیلیاں کر دیں اور آپ کی تعلیمات کو یا تو بھلا دیا یا اُنہیں بگاڑ کر رکھ دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انقلاب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک کنواری اور پاک خاتون حضرت مریم علیہ السلام کے ہاں

پیدا ہوئے۔ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے نوازا اور بنی اسرائیل کو خدا کی سیدھی راہ پر لانے کا کام آپ کے سپرد کیا۔ آپ اپنی جدوجہد سے صرف 12 شخصوں کو اپنا ساتھی یا صحابی جنہیں حواری کہا جاتا ہے بنا سکے۔ بنی اسرائیل (یعنی یہود) نے آپ کی والدہ پر تہمت لگائی، آپ کو (نعوذ باللہ) ناجائز بچہ کہا اور آپ کو خدا کا پیغمبر ماننے اور آپ پر ایمان لانے اور آپ کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ پر توہین خدا اور توہین مذہب (Blasephemy) کا الزام لگا کر اور آپ کو شہنشاہ روم کا باغی قرار دے کر یہود نے آپ کو رومیوں کے سپرد کر دیا اور اُنہیں سفارش کی کہ آپ کو صلیب دے کر ہلاک کر دیا جائے۔ رومیوں نے اُنہیں صلیب دے دی اور بقول یہودیوں کے اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہو گئی۔ صلیب دینے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ گئے جبکہ آپ کا ایک حواری یہودہ تیس اشرفیوں کی معمولی رشوت لے کر پہلے ہی آپ کے ساتھ غداری کر چکا تھا۔ یوں آپ نہ تو یہودیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ کوئی مذہبی اور اخلاقی انقلاب لا سکے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مقدس کتاب انجیل دی تھی جو آج چار انجیلوں یا اس سے بھی زیادہ کتابوں میں موجود ہے اور اس میں بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات صرف یہودیوں کی اصلاح تک محدود تھیں اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر قائم تھے۔ نہ تو آپ کوئی نیا مذہب لانا چاہتے تھے، نہ کوئی نئی شریعت لانا چاہتے تھے اور نہ کوئی نئی امت بنانا چاہتے تھے، مگر آپ کی تعلیمات کو ترک کر کے یا تبدیل کر کے ایک عرصے کے بعد آپ کے نام پر ایک بہت بڑا مذہب برپا کر دیا گیا جس میں آپ کے دشمن اور بعد میں آپ کے پیرو بن جانے والے سینٹ پال کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اس مذہب کے عقائد میں مسیح کو خدا کا بیٹا ماننا، تثلیث (یعنی تین خداؤں

باپ بیٹا اور روح القدس) کو ماننا اور کفارہ (یعنی مسیح نے اپنی جان دے کر تمام نوع انسانی کا ازلی گناہ معاف کرا دیا) کو ماننا شامل ہیں۔ اس مذہب کو صدیوں بعد یعنی 325 یا 330ء کے لگ بھگ رومی شہنشاہ کنسٹنٹائن (Constantine) نے طاقت کے زور پر ایک قانون (Decree) کے ذریعے اپنے تمام مقبوضہ ممالک میں (جو یورپ کے بیشتر حصے اور ایشیا کے مغربی حصے پر محیط تھے) نافذ کر دیا۔ اگرچہ آج عیسائیت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے (جس کے پیروؤں کی تعداد 2 ارب بتائی جاتی ہے)، مگر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا انقلاب نہیں ہے اور نہ ہی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو کوئی زیادہ عمل دخل حاصل ہے۔

گوتم بدھ کا مذہبی انقلاب: نام شہزادہ سدھارتھ، خطاب گوتم بدھ شمال مشرقی ہندوستان کی ایک ریاست کپل دوستو کے راجہ شدھو دونہ کے گھر تقریباً چھ صدیاں قبل مسیح پیدا ہوئے۔ جوانی میں ہی کچھ نشانیاں دیکھ کر اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو چھوڑا اور ریاست کی ولی عہدی کو خیر باد کہا اور سچائی کی تلاش میں جنگلوں کا رخ کیا۔ گیان دھیان میں مصروف رہے اور اپنے آپ پر جسمانی و ذہنی سختیاں کیں۔ جب سچائی عطا ہوئی تو بدھ مت کے نام سے ایک مذہب کی بنیاد ڈالی اور کچھ پیروکار ہو گئے۔ تاہم یہ مذہب ہندو مت کی مزاحمت اور بعد میں اُس کی جارحیت کے باعث کوئی زیادہ عرصہ پنپ نہ سکا۔ صدیوں بعد مہاراجہ اشوک نے (جو بعد میں شمالی اور شمال مغربی ہند کی بہت سی ریاستوں کو فتح کر کے شہنشاہ بن گیا) اس مذہب کو طاقت کے ذریعہ نافذ کیا۔ بدھ مت چین اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں آج تک موجود ہے۔ اور اسلام اور عیسائیت کے بعد دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس کے پیروؤں کی تعداد پچاس کروڑ بتائی جاتی ہے، مگر گوتم بدھ کی تعلیمات کافی حد تک ختم ہو چکی ہیں یا بگاڑ دی گئی ہیں اور گوتم کے مجسمے کی پوجا کی جا رہی ہے،

حالانکہ گوتم نے اپنی خدائی کا دعویٰ نہ کیا تھا۔

قرآن کی سورہ الانبیاء کی آیت نمبر 85 اورسورہ ص کی آیت نمبر 48 میں ایک نبی ذوالکفل کا نام آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کفل والا۔ گتم بدھ کپل وستو کا رہنے والا تھا یعنی کپل وستو والا۔ چونکہ عربی زبان کے حروف تہجی میں پ حرف نہیں ہوتا، اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کفل والا۔ پس بعض مسلمان علماء کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد گوتم بدھ ہو یعنی کپل والا یا کفل والا۔ ویسے بھی قرآن کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہرقوم اور ہرام القرٰی (بڑی بستی) میں نبی بھیجا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے ہندوستان میں جو بہت بڑا ملک اور بڑی آبادی والا خطہ ہے کوئی نبی نہ بھیجا ہو، لہٰذا ممکن ہے کہ گوتم بدھ بھی نبی ہو۔

اب ہم دو بڑے دنیاوی انقلابات کا ذکر کرتے ہیں۔

انقلاب فرانس: یہ انقلاب، فرانس کی مڈل کلاس نے، جسے ان دنوں سیاسی زبان میں بورژوہ کہا جاتا تھا، فرانس میں 1789ء میں برپا کیا۔ یہ ایک سیاسی انقلاب تھا جس نے اُس وقت کے فرانس کے بادشہ لوئی شانز دہم (لوئی نمبر 16) کو تخت سے اتار کر پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا۔ انقلاب بنیادی طور پر ایک نااہل اور ظالم بادشاہ کی حکومت سے بغاوت کر کے نجات حاصل کرنے کی کوشش تھی جس میں بادشاہ کے حامیوں اور جاگیرداروں کو بھی مارا گیا۔ اس انقلاب کے لئے فلسفہ روسو اور والٹیر جیسے سیاسی مفکرین اور فلاسفروں نے مہیا کیا تھا، تاہم اس فلسفے پر عمل نہ ہو سکا کیونکہ لوٹ مار اور قتل و غارت شروع ہوگئی۔ انقلاب کا کنٹرول ایک ظالم رابس پیٹر کے ہاتھ آگیا جس نے دو لاکھ کے قریب فرانسیسیوں کو مار دیا اور اس کا دور یورپ میں دہشت کا دور (Reign of terror) کہلانے لگا۔ اس کے مرنے کے کچھ سال بعد فرانس کے ایک فوجی افسر نپولین بونا پاٹ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور فرانس کا

شہنشاہ بن گیا۔ یوں فرانس کے لوگوں کا جمہوری اور عوامی حکومت قائم کرنے کا خواب چکنا چور ہو گیا۔ نپولین ایک قابل جرنیل اور زبردست منتظم تھا جس نے فرانس کے لئے بہت سی فتوحات حاصل کیں۔ فرانس کو دیکھ کر یورپ کے بہت سے ملکوں نے بادشاہوں اور حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور ایسے دکھائی دینے لگا کہ تمام یورپ بادشاہوں سے نجات حاصل کر کے جمہوری ہو جائے گا۔ تاہم جب گرد چھٹی تو پتہ چلا کہ نپولین کی شکستوں کے بعد نہ صرف فرانس میں باشاہت بحال ہو گئی بلکہ یورپ کے دوسرے بادشاہ بھی بچ گئے۔ پس انقلاب فرانس نہ تو بادشاہوں سے یورپ کے عوام کو نجات دلا سکا نہ ہی کوئی دوررس معاشرتی یا معاشی تبدیلی لا سکا۔

انقلاب روس: کمیونزم کا فلسفلہ جرمن نژاد یہودی فلاسفر اور مفکر کارل مارکس نے کمیونسٹ مینی فیسٹو اور واس کیپٹل میں دیا، مگر انقلاب 1917ء میں روس کی کمیونسٹ پارٹی اپنے لیڈر ولاڈی میر لینن کی سربراہی میں لائی۔ روس کے بادشاہ کو جو زار کہلاتا تھا تخت و تاج سے محروم کر کے دار پر چڑھا دیا گیا۔ کمیونسٹ حکومت قائم ہو گئی۔ صنعتوں، جاگیرداروں اور املاک اور کاروبار کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ اس سلسلے میں جو مزاحمت ہوئی اُس میں لاکھوں لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ لینن اور اس کے جانشین سٹالن کے زمانے میں روس میں جو لوگ قتل ہوئے اُن کی تعداد ستر لاکھ تک جا پہنچتی ہے۔ تاہم انقلاب کے مقاصد حاصل نہ ہو سکے۔ انسانی حقوق اور غریبوں کی جمہوریت کی بجائے کمیونسٹ پارٹی اور اس کے لیڈروں کی بڑی جابرانہ قسم کی ڈکٹیٹرشپ قائم ہو گئی۔ سیاسی کے علاوہ معاشی مقاصد بھی حل نہ ہو سکے کیونکہ ہر چیز کو قومیانے سے لوگوں میں محنت کرنے، کاروبار میں مقابلہ کرنے اور معاشی میدان میں ترقی کرنے کا رجحان ختم ہو گیا۔ 1990ء تک روس میں کمیونسٹ انقلاب اور اس کی بنائی ہوئی حکومت اور ادارے ختم ہو گئے۔ اب روس میں مغربی جمہوریت کی طرز پر ایک حکومت

اور مغربی معاشی نظام کی طرح کا ایک سرمایہ دارانہ معیشت کا نظام قائم ہو چکا ہے۔

چند اہم مذہبی اور دنیاوی انقلابات کا تنقیدی جائزہ پیش کرنے کے بعد اب ہم پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے انقلاب کا خاکہ پیش کرتے ہیں اور اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا یہ انقلاب ہماری دی ہوئی انقلاب کی تعریف (Definition) پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔

3: انقلابِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ ہم بعد میں انقلابِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختصر خاکہ پیش کرتے وقت دیکھیں گے کہ نبیؐ کا لایا ہوا انقلاب ہمہ گیر تھا کہ اس نے زندگی کے ہر شعبہ یعنی مذہب، معاشرت، معیشت، سیاست، قانون و انصاف، جنگ، تعلیم وغیرہ کو متاثر کیا اور ان میں مثبت اور تعمیری تبدیلیاں پیش کیں۔ یہ تبدیلیاں پائیدار ہیں یعنی یہ قیامت تک رہیں گی کیونکہ یہ قرآن اور کتب حدیث میں تعلیمات اور ہدایات کی شکل میں مستقل طو پر موجود ہیں۔ قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو ویسے بھی خالق کائنات نے خود لے رکھا ہے۔ نبیؐ کی سنت اور حدیث بھی ان شاء اللہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔ نبیؐ اپنا انقلاب پُرامن طریقے سے لائے۔ اپنے دین کی طرف دعوت دینا اور تبلیغ و تعلیم کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف بلانا نبیؐ کا بنیادی انسانی حق تھا جس پر پابندی لگانے کی کوئی مذہب، دستور، قانون یا سیاسی نظام حمایت نہیں کر سکتا، تاہم مشرکین مکہ نے اور اُن کے اتحادی کافر قبائل نے نہ صرف نبیؐ کے اس جمہوری حق کو دبانے کی کوشش کی بلکہ بزور شمشیر نبیؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو دعوت و تبلیغ کے کام سے روکنے کی کوشش کی۔ لہٰذا دفاع میں نبیؐ کو نہ صرف مزاحمت کرنا پڑی بلکہ بعض اوقات جنگیں بھی لڑنا پڑیں۔ تاہم آپؐ نے ان جنگوں میں بھی جانی اور مالی نقصان کم سے کم حد تک رکھنے کی کوشش کی۔ کہا جاتا ہے کہ نبیؐ کی سب دفاعی جنگوں اور مہمات میں چار سو سے کم مسلمان اور دو ہزار سے کم کفار مارے گئے اور مالی نقصانات بھی محدود رہے، جبکہ

جزیرہ نما عرب کے (جس میں آج سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات اور کچھ حصے شام و عراق کے شامل ہیں) تمام علاقوں کو فتح کر کے وہاں اسلامی انقلاب برپا کر دیا گیا۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں سارے عرب ممالک، کچھ براعظم ایشیا، افریقہ اور مشرقی یورپ کے ممالک بھی اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے اور یہ سلسلہ صدیوں بعد تک جاری رہا۔ اسلام میں آج بھی لوگ جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا کی سات ارب کی آبادی میں تقریباً پونے دو ارب مسلمان ہیں اور دنیا کے دو سو ممالک میں سے اٹھاون اسلامی ملک ہیں۔ انقلاب محمدیؐ کی ترقی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ قرب قیامت میں دنیا کی اکثریت مسلمان ہوگی۔ یہ انقلاب صرف ایک تنہا شخص (محمدؐ) نے شروع کیا اور اُسی نے ہی اُس کا فلسفہ دیا اور اُسی نے ہی اس کو عملی شکل دی۔ آپؐ کی دعوت پر لوگ اس میں شامل ہوتے گئے، حالات بدلتے گئے اور یوں یہ دنیا کا عظیم ترین انقلاب بن گیا۔ اب ہم مختلف اور اہم شعبہ ہائے زندگی میں اس انقلاب کی لائی ہوئی تبدیلیوں کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

مذہب: مذہب کے معاملے میں انقلاب محمدی کا بنیادی نکتہ ہے: لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا میں خدائے کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید کا اعلان کیا اور اس نظریے کی بنیاد پر جسے نظریۂ توحید کہا جاتا ہے نوع انسانی کو یکجا کرنے کی کوشش کی۔ کائنات میں خدا اور معبود صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس اکیلے کے سوا کسی دوسرے کی پوجا یا عبادت درست نہیں۔ اُس کی عبادت سے انکار کر کے نہ تو کسی دوسرے کی عبادت کرنا جائز ہے (یعنی کفر) اور نہ ہی اُس کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا جائز ہے (یعنی شرک) اور نہ ہی اس کے وجود سے انکار کرنا جائز ہے (یعنی الحاد و دہریت) پس حضرت محمدؐ نے اجرام فلکی (جیسے سورج چاند اور ستارے)، مظاہر فطرت

(جیسے پہاڑ، سمندر، دریا، درخت)، ذی شعور مخلوق (جیسے فرشتے اور جنات)، انسان (مثلاً بادشاہ، صوفیا و اولیاء) اور جانور (جیسے گائے) اور اشیاء (جیسے بت اور پتھر کی مورتیاں) وغیرہ کی پوجا کو جسے مختلف اوقات میں دنیا کے مختلف علاقوں میں انسان پوجتے رہے ہیں لا الہ الا اللہ کے ایک ہی کلمہ سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ دین اسلام کو مکمل کر دیا گیا اور اسے خدا کا اکیلا قابل قبول دین بنا دیا گیا۔ (دیکھو قرآن سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 3، سورۃ نمبر 3 آیت نمبر 19) آج بھی حضرت محمد ﷺ کا نظریۂ توحید دنیا بھر میں ہر جگہ ہر وقت اذان کی شکل میں اہل اسلام کی مساجد کے میناروں سے گونجتا رہتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا دین یعنی دین اسلام ایک مکمل فلسفۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کو قیامت تک ہدایت فراہم کرتا رہے گا۔

سیاست: حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی کتاب یعنی قرآن نے یہ اعلان کر دیا کہ زمین پر بلکہ پوری کائنات میں اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف خالق کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے۔ کوئی انسان، کوئی بادشاہ، کوئی ڈکٹیٹر، کوئی صدر، کوئی وزیر اعظم، کوئی پارلیمنٹ، کوئی قوم یا کوئی عوام اقتدار اعلیٰ کے حق دار نہیں۔ آدم علیہ السلام کو خدا نے زمین میں خلیفہ یا نائب بنایا، پس اولاد آدم یعنی انسان دنیا میں خلیفہ ہیں اور وہ اپنی خلافت کو چلانے کے لئے مشورہ سے یا رائے سے یا ووٹ سے یا کسی بھی جمہوری طریقہ سے اپنے حکمران اور اپنے نمائندے منتخب کریں اور اپنے ملک یا علاقے کا انتظام چلائیں۔ نبیؐ کے بعد خلفائے راشدین اسی اصول کے تحت منتخب کئے گئے۔ اس طرح حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کے خلفائے راشدین نے دنیا کی پہلی جمہوریہ تشکیل دی جس کا دستور و آئین قرآن تھا۔ حضرت محمد ﷺ بذات خود بھی مدینہ میں اسلامی ریاست کے منتخب حکمران تھے کیونکہ جس آئین نے انہیں سربراہ مملکت بنایا وہ چارٹر آف مدینہ تھا جس پر مدینہ کے سب لوگوں یعنی انصاری مسلمانوں اور مہاجر مسلمانوں

اور یہودی قبائل کے سربراہوں نے دستخط کئے تھے۔ اس چارٹر کو ڈاکٹر حمید اللہ نے (جو مفسر قرآن اور اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے دانشور تھے) بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور کہا ہے۔

معاشرت: حضرت محمد ﷺ نے اپنے پرانے معاشرتی تصورات جو قبائلی تعصّبات، ذات پات، رنگ و نسل، زبان، آقا و غلام جیسے امتیازات پر مبنی تھے سب کو ختم کر دیا۔ ایک نئے اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی جو انسانی مساوات اور اخوت و بھائی چارے پر قائم تھا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی تعصب یا امتیاز نہ تھا۔ اس میں عظمت اور فضیلت کا جو معیار تھا وہ تقویٰ (یعنی پرہیزگاری، نیکی، خداخوفی) تھا (دیکھو قرآن سورۃ نمبر 49، آیت نمبر 10 اور آیت نمبر 13) حضرت محمد ﷺ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں لوگوں کے ایک بہت بڑے اجتماع سے (جس کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تک بتائی جاتی ہے) خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا، پس (تم سب برابر ہو)، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔“ مزید فرمایا ”تمہاری جان، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے یہ شہر (یعنی مکہ)، جیسے یہ مہینہ (یعنی ذوالحج) اور جیسے یہ دن (یعنی 9 ذوالحج یعنی حج کا دن) جو اسلامی معاشرہ حضرت محمد ﷺ نے قائم کیا اس میں اخلاق و آداب کے لئے اسوۂ حسنہ (یعنی اچھا نمونہ یا ماڈل) رب کائنات نے حضرت محمد ﷺ کی ذات کو مقرر فرمایا (دیکھو قرآن سورۃ نمبر 33 کی آیت نمبر 21) جو تمام نوع انسانی میں سب سے اچھے اخلاق و آداب کے حامل تھے۔

معیشت: معیشت و اقتصادیات کے میدان میں حضرت محمد ﷺ نے انقلاب برپا کر دیا۔ اسلامی معیشت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ زمین و آسمان اللہ کی ملکیت ہیں، زمین پر رہنے والی تمام مخلوق کا رازق صرف اللہ ہے۔ زمین کے اوپر اور اس کے اندر

جتنے بھی معاشی مسائل یا مال و دولت کے خزانے ہیں یہ سب اللہ کے ہیں، انسان کی ان کے معاملہ میں حیثیت صرف خلیفہ یا امین کی ہے، لہٰذا ان معاشی وسائل کو انسان خدا کے مقرر کیئے ہوئے حلال اور جائز طریقوں سے حاصل کرے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد اُن کی ذخیرہ اندوزی کرنے کی بجائے اُنہیں اللہ کی راہ میں غریب و محروم لوگوں میں تقسیم کر دے۔ پس دولت حاصل کرنے اور دولت خرچ کرنے کے حلال اور حرام طریقے بتا دیئے گئے۔ سود، رشوت، بددیانتی و بدعنوانی، کاروبار کے ناجائز طریقے، ڈاکہ، چوری، جوا، ناپ تول میں گڑبڑ، ذخیرہ اندوزی، لوٹ مار، یتیم اور کمزور کے مال کا غصب، زکوٰۃ و ٹیکس کی چوری، سرکاری خزانے کا ناجائز استعمال وغیرہ کو حرام ذرائع آمدن بنا دیا گیا۔ دولت کی منصفانہ تقسیم کے لئے زکوٰۃ و صدقات، وراثت کی تقسیم، وصیت، کفارہ، قرضہ حسنہ (بلا سود قرض) کے قوانین بنائے گئے۔ سود کو حرام کر کے زمین کو مزارعت وغیرہ پر دینے سے منع کر کے سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر دیا گیا۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں غریبوں اور محتاجوں کو بنیادی انسانی ضروریات فراہم کرنے کے لئے سوشل سکیورٹی کا نظام رائج کر دیا گیا۔

قانون: قرآن وسنت (حضرت محمد ﷺ کا قول وفعل) کو اسلامی ریاست کا آئین و قانون بنا دیا گیا۔ بادشاہوں، جاگیرداروں اور حکمران طبقات کو قوانین بنانے کے حق سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا گیا۔ جن معاملات پر قرآن وسنت کی روشنی میں قوانین موجود نہ ہوں وہاں پر مسلمان عوام کے منتخب نمائندوں کو آپس میں مشورہ کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں قوانین بنانے کا محدود اختیار دے دیا گیا۔ تاہم قرآن و سنت کی بالادستی قائم کر دی گئی اور اگر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین قرآن و سنت سے متصادم ہوں تو اُن کو کالعدم کرنے کا اختیار عدلیہ کو دے دیا گیا۔ یاد رہے کہ قرآن و سنت ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتے ہیں اور ان میں زندگی کے اکثر شعبوں پر مفصل

قوانین یا بنیادی اصول موجود ہیں۔

انصاف: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کی سورۃ نمبر 57 کی آیت نمبر 25 میں انبیاء مرسلین کی بعثت کا مقصد قیامِ انصاف کو قرار دیا۔ ارشاد ہے: ''ہم نے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل کا ترازو) بھیجی تاکہ انسان عدل پر قائم رہیں۔'' حضرت محمد ﷺ سے اللہ نے فرمایا: ''ہم نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ انسانوں کے درمیان اس (قانون) کے ذریعے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے عدل کریں۔'' (قرآن سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 105) پس حضرت محمد ﷺ نے قرآنی تعلیمات اور تقویٰ کی بنا پر ایک زبردست نظام عدل و انصاف قائم کیا جس میں آقا و غلام، حکمران ومحکوم، امیر وغریب، رشتہ دار وغیر رشتہ دار، بڑے چھوٹے میں کوئی امتیاز نہیں۔ اس نظام عدل میں قانون کے سامنے سب برابر ہیں اورشہادت و گواہی کے معاملے میں بڑے اعلیٰ درجے کے معیارات مقرر ہیں۔ اس نظام عدل و انصاف میں سربراہ مملکت کو بھی قاضی یا جج کی عدالت میں پیش ہونا پڑتا ہے، اُسے بھی کسی عذر یا وجہ کی بنا پر استثنا حاصل نہیں۔ نہ ہی سربراہ مملکت کسی مجرم کو جسے عدالت نے سزا دے دی ہو معاف کرسکتا ہے۔ یوں حضرت محمد ﷺ نے ایک آزاد اور خودمختار عدلیہ کی بنیاد رکھی۔ آج دنیا کے مہذب دساتیر میں بھی سربراہ مملکت کو عدالت میں حاضر ہونے سے استثنا اور مجرموں کو معاف کرنے کا حق دیا جاتا ہے جو سراسر عدلیہ کی آزادی اور انسانی حقوق اور جزا وسزا کے قوانین کے خلاف ہے۔

جنگ: اسلام کا مطلب ہے سلامتی یا امن۔ پس یہ امن کا دین دنیا میں امن وسلامتی چاہتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ جس نے کسی کو ناحق یعنی بغیر جان کا بدلہ لینے یا زمین میں فساد کرنے کی سزا کے قتل کر دیا اُس نے گویا تمام نوع انسانی کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی زندگی کی حفاظت کی گویا اس نے تمام نوع انسانی کو زندگی

دی ...... (سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 32) اسلام میں جان کی بڑی قدر و اہمیت ہے، اس میں نہ تو ناحق قتل کی اجازت ہے اور نہ ہی بغیر کسی بڑی وجہ یا اعلیٰ مقصد کے جنگ کرنے کی اجازت ہے۔

جنگ کو قرآن قتال یا جہاد کہتا ہے۔ پیغمبر اسلام سے پہلے جنگ و جدل کو عموماً دوسروں کے وسائل پر قبضہ، دوسرے ملکوں کو فتح کرنے، بادشاہتوں کا رقبہ بڑھانے، دوسری اقوام کو غلام بنانے اور مال و دولت حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا تھا۔ نبیؐ نے جہاد کو کسی اعلیٰ مقصد (Noble Cause) کے لئے آخری حربہ کے طور پر اختیار کرنے کا سبق دیا۔ اسلام میں جنگ اللہ کا نام بلند کرنے، اپنے دین کی حفاظت کرنے، اپنے وطن کا دفاع کرنے کے لئے یا کمزور کی حمایت میں کی جاتی ہے۔ جنگ میں پہل یا جارحیت نہیں کی جاتی (قرآن 190:2) جنگ کا مقصد فتنہ وفساد کو ختم کرنا، اپنے جان و مال، اپنے دین اور وطن کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ اسلام میں جہاد کرنے والے یعنی مجاہدین کا بڑا درجہ اور مقام ہے اور جو لوگ جنگ میں مارے جاتے ہیں وہ شہید ہیں جن کے لئے حیات جاوداں اور اللہ کے ہاں جنت جیسا اعلیٰ مقام ہے۔

تعلیم: اسلام نے علم کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر غارِ حرا میں جو پہلی وحی بھیجی گئی وہ قرآن حکیم کی سورۃ نمبر 96 کی پہلی پانچ آیات ہیں۔ ان میں نبیؐ کو پڑھنے کا کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے: ”اے محمدؐ! پڑھو اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹکی سے۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے انسان کو علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جس کا اُسے علم تک نہ تھا۔“ ان آیات میں نوع انسانی پر اللہ کے اس احسان کا ذکر بھی ہے کہ اللہ نے قلم کے ذریعے انسان کو علم سکھایا اور محمد ﷺ کو پڑھنے کی دو بار تاکید بھی کی گئی ہے۔ پس حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کا آغاز ہی پڑھنے کے حکم سے ہوا۔ پیغمبر

اسلام حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو دعا سکھائی وہ بھی علم کے بارے میں ہے۔ ارشاد ہے: (اے محمدؐ!) کہو، اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر (قرآن سورۃ نمبر 20 آیت نمبر 114) نبیؐ اگرچہ معروف معنوں میں پڑھے لکھے نہ تھے تاہم اللہ نے اُن کو علم و حکمت کے خزانوں سے نوازا اور اُن کو قرآن حکیم جیسی عظیم کتاب عطا کی۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا ہے اور میرا فریضہ اخلاق و آداب کی تکمیل بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے (ابنِ ماجہ بروایت انس) آپؐ نے فرمایا: علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین (جیسے دور دراز کے ملک میں) جانا پڑے (بیہقی بروایت انس) مزید فرمایا: ایک عالم کی فضیلت عابد (اللہ کی عبادت کرنے والے) پر ایسے ہی ہے جیسے پورے چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے (ترمذی، ابو داؤد) بچوں کی تعلیم کے معاملے میں والدین پر زور دیتے ہوئے فرمایا: والدین اپنے بچے کو اچھی تعلیم سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دے سکتے۔ (ترمذی) بیٹیوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا: اگر کوئی شخص تین (یا دو) بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے، ان کو اچھی تعلیم و تربیت دیتا ہے تو خدا اُس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔ (شرح السنہ) آپؐ کے نزدیک تعلیم کی اتنی زیادہ اہمیت تھی کہ آپؐ نے جنگ بدر میں قید ہو جانے والے پڑھے لکھے مشرکوں کو اس شرط پر رہا کرنے کا اعلان کر دیا کہ وہ دس دس مسلمانوں کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، حالانکہ اُن کے اَن پڑھ ساتھیوں سے رہائی کے بدلے ہزاروں درہم فدیہ لیا گیا تھا۔ مسجد نبوی کو عبادت گاہ کے علاوہ آپؐ کے زمانہ میں ایک درسگاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ آپؐ خود مسلمان مردوں اور عورتوں کو باری باری قرآن اور حکمت بھری باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ خاص طور پر اصحاب صفہ (مسجد نبوی کے صحن میں ایک چبوترہ پر رہنے والے درویش لوگ) آپؐ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے اور آپؐ سے علم و حکمت حاصل

کرتے رہتے تھے اور قرآن پڑھتے اور سیکھتے رہتے تھے جو اُن میں دعوت اسلام اور تعلیم و تربیت کا کام کرتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کی مندرجہ بالا کوششوں اور تعلیم پر زور دینے کا نتیجہ تھا کہ آغازِ نبوت پر جس قوم میں صرف سترہ شخص لکھنا پڑھنا جانتے تھے، اُس میں آپؐ کی وفات تک سوائے چند معمر اشخاص کے باقی سب مرد و عورت اور بچے خواندہ بن چکے تھے۔ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، قرآن پڑھتے اور سمجھتے تھے، قرآن کو زبانی یاد کرتے تھے اور اُن میں سینکڑوں شخص حافظ قرآن تھے۔ دنیا کی پس ماندہ ترین اور اَن پڑھ ترین قوم میں یہ بات ایک انقلاب یا معجزے سے کم نہ تھی۔

حقوق انسانی: حضور ﷺ نے نہ صرف زندگی کے مندرجہ بالا شعبوں میں انقلاب برپا کر دیا، بلکہ انسانی حقوق کے میدان میں بھی وہ اقدامات اٹھائے جو تاریخ انسانی میں کوئی بھی شخص تنہا یا اشخاص کی کوئی بھی جماعت مل کر نہیں اُٹھا سکی۔ آپؐ نے انسانوں کے کمزور، مظلوم اور محروم طبقات (جیسے عورتیں، غلام، یتیم، مزدور و کسان) کو بن مانگے وہ حقوق دیئے جو آج کی ترقی یافتہ اور علم و سائنس سے لبریز دنیا کا ایک مشترکہ ادارہ اقوامِ متحدہ اور چاند پر پہنچ جانے والے مغربی ممالک کے آئین بھی نہیں دے سکے۔ آپؐ کے دیئے ہوئے حقوق میں جان و مال اور عزت کا تحفظ، مساوات، شخصی آزادی، مذہبی آزادی، آزادیِ اظہار، عدل و انصاف کا حصول، تعلیم کا حصول، بنیادی انسانی ضروریات (جیسے روٹی، کپڑا، مکان) کی فراہمی، وغیرہ خصوصاً شامل ہیں۔

◆ ◆ ◆

ضبطِ نفس

’’ضبطِ نفس‘‘ کا مفہوم یہ ہے کہ ہر بری خواہش اور ارادے سے، ہر غلط فعل و عمل سے، طیش اور غصے کے وقت، غم اور دکھ کی حالت میں زبان اور ہاتھ کو، جذبات اور خیالات کو پوری طرح قابو میں رکھنا ور شرعی حدود و قیود سے کسی صورت باہر نہ ہونا۔ یہ صفت شرفِ انسانیت کی دلیل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کی کلید ہے۔